رسائل و مسائل

معاشی مشکلات اور ناجائز آمدنیاں

شعبۂ استفسارات - منصورہ - لاہور

سوال :- ترجمان القرآن کا ایک عرصہ سے مسلسل قاری ہوں - آپ کے اشارات پڑھ کر فوراً ایک جذبات کا سیلِ رواں اُٹھتا ہے - لیکن فوراً ہی جب عملی قدم اُٹھایا جاتا ہے تو جھاگ کی طرح یہ جذبات بیٹھ جاتے ہیں۔

میں بنک دولتِ پاکستان راولپنڈی میں ملازم ہوں - یہاں پیچیدگیاں کچھ اس قسم کی ہیں کہ ایک آدمی اگر کچھ کام کرنا بھی چاہے تو نہیں کر پاتا - ہر ہر قدم پر غلط کام ہوتے ہیں - مجبوراً ہی سہی لیکن کرنے تو ہر حال پڑتے ہیں - مثلاً آج کل میں بنک کے (VERIFICATION DEPARTMENT) میں کام کرتا ہوں - یہاں پُرانے اور بوسیدہ نوٹوں کی گنتی کر کے ان کو جلانا ہوتا ہے - لیکن صورتِ حال یوں ہے کہ نوٹ گنے نہیں جاتے اور دستخط کر دیئے جاتے ہیں کہ ہم نے نوٹ گنے ہیں - اب آپ کوئی راہ بتائیں کہ ہم ایسی صورت میں کیا کریں ؟

چھٹی کے لیے ہی درخواست دینی ہو تو روایت یہی ہے کہ گھر سے بیماری کی درخواست بھجوادی جائے ، چاہے بندہ بیمار ہو یا نہ ہو۔

بنک میں ہر سال سیلاب فنڈ ملتا ہے - تمام ملازمین کو ایک گوشوارہ لکھ کر دینا ہوتا ہے کہ میرا اتنا نقصان ہوا ہے - جب کہ صورتِ حال یکسر مختلف ہوتی ہے -

بالکل اسی طرح ہمیں مکان کی (CEILING) ملتی ہے اور ایک اسٹامپ پیپر

یہ باقاعدہ اقرار کیا جاتا ہے کہ کرایہ دار اور مالک مکان کے مابین اتنا کرایہ ہے وغیرہ وغیرہ لیکن یہاں بھی مسئلہ وہی ہے اور غلط بیانی صدفی صد ہوتی ہے۔

یہ تو چند ایک چیزیں ہیں ورنہ تو کیا کیا نہیں ہوتا پھر صرف ایک بنک کی ملازمت میں ہی نہیں، تمام شعبوں میں قریب قریب ان ہی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

معاشی مسئلہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں پھر فی زمانہ اتنی ہوشربا مہنگائی ہے کہ بیان سے باہر۔ اگر نوکریاں چھوڑیں تو پھر کیا کریں؟ زراعت ہم نہیں کر پاتے، بلکہ مسئلہ تو یہ ہے کہ زندگی کے کسی بھی شعبہ میں ہاتھ ڈالا جائے تو کوئلے کی دلالی میں منہ کالا والی بات نظر آتی ہے۔ ہر چند کہ یہ سب مجبوریاں ہیں۔ ہوسکتا ہے بلکہ اکثر یہی ہوتا ہے کہ ان چیزوں کو مستثنیات قرار دے کر وقتی طور پر طفل تسلّی حاصل کی جاتی ہے لیکن ذہن میں جو چبھن رہتی ہے اُس کا مداوا کیسے ہو؟ اور کیونکر ہو؟ سب سے بڑا مسئلہ تو یہ ہے کہ ہم جب دعوتِ اسلام لے کر دوسروں کے پاس جاتے ہیں تو ہم خود جھجک محسوس کرتے ہیں جب کہ یہ آیت سامنے ہوتی ہے کہ" تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں"۔ اور یہ ہے بھی حقیقت کہ اگر ہم خود ایک بات پر عمل پیرا نظر نہیں آتے تو ہماری دعوت کیا اثر کرے گی؟

جب ایسے حالات ہوں تو پھر ہمارے لیے لائحہ عمل کیا ہو۔ بار بار سوچا لیکن عقل معطّل ہو جاتی ہے، فکر ٹھٹھر جاتی ہے۔ بالآخر نظرِ انتخاب آپ ایسے دانشوروں پر پڑتی ہے کہ یہی حضرات ہماری رہنمائی کے لیے کوئی عمدہ حل تجویز کرسکتے ہیں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ جامع قسم کی ہدایات دیں گے تاہم کچھ تو مطمئن ہوسکیں۔

جواب: خط ملا اور اس پیچیدگی کی تفصیل معلوم ہوئی جو آپ کو درپیش ہے۔ دراصل پورے معاشرے میں یہ کشمکش ہر سطح کے لوگوں کو درپیش ہے۔ ایک طبقہ (زیادہ بڑا) کا خیال یہ ہے کہ حلال و حرام اور جائز و ناجائز کی اس جنگ میں ہتھیار ڈال دینے چاہئیں۔ دوسرے نسبتاً کم تعداد گروہ کا ایمانی فیصلہ یہ ہے کہ یہ جنگ ہر حال میں لڑتے رہنا ہے،

کیونکہ خدا اور رسولؐ کا بتایا ہوا راستہ یہی ہے۔

اب جس کا جی چاہے وہ راستہ پسند کرلے، اور جس میں ہمت ہو وہ "تو بازمانہ ستیز" کا مسلک اختیار کرلے۔

اب چند سوالات کے تفصیلی جواب :۔

ا۔ آپ خراب شدہ نوٹوں کو گن کر بھی رپورٹ مرتب کرسکتے ہیں۔

۲۔ آپ چھٹی کی درخواست اس صورت میں دیں جب کہ حقیقت میں بیماری یا دوسری کوئی شدید وجہ موجود ہے، ورنہ ایسا نہ کریں۔

۳۔ آپ اپنی حد تک نقصان کا گوشوارہ صحیح داخل کریں۔

۴۔ مکان کے مسئلے میں جو قرض یا مدد ملتی ہے، اس کے لیے کوئی غلط صورت اختیار نہ کریں۔

جہاں تک معاشی تنگ دستی کا تعلق ہے، دو گزارشات کرتا ہوں۔

ایک یہ کہ زندگی کے معیار ـــــ مکان کی مکانیت، لباس، سواری، سامانِ آرائش سامانِ آسائش وغیرہ ـــــ پر قابو پائیں۔ آمدنی کے مطابق اسے اس حد تک رکھیں کہ کام چل سکے۔ سوسائٹی کے (STATUS) کی پروا نہ کریں۔

دوسرے یہ کہ ضمناً کوئی دوسرا ذریعہ معاش (PART TIME) آپ یا آپ کے گھر والے ہاتھ میں لیں۔

یہ راستہ چھوڑ دیں تو کوئی بھی آمدنی ایسی نہیں ہے جس پر آپ مطمئن ہوسکیں اور جو خواہشوں اور معاشرے کے رواجوں کا ساتھ دے سکے۔

سیدھی طرح اللہ کے سامنے یہ بات رکھ دیں کہ میں ایک غریب آدمی ہوں۔ رزقِ حلال میں میں تجھی سے وسعت چاہتا ہوں، تو جتنا کچھ دے اس پر شکر کرنے والا بندہ ہوں۔ جب یہ بات ضمیر میں بیٹھ جائے گی تو آپ کو باہر کی کسی شان و شوکت پر رشک نہیں آئے گا اور اور آپ اپنی حلال آمدنی کی حد ہی میں گزر بسر کرکے خوشی محسوس کریں گے۔

اب یہ آپ کا اپنا کام ہے کہ اپنے لیے مسلک کا فیصلہ کریں۔ کسی مفتی کے فتوٰی پر اس کا دارومدار نہیں ہے۔

(نعیم صدیقی)